Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Shah Waliullah and His Reformative Efforts: An Analytical Study

شاہ ولی اللہ اور ان کی تجدیدی مساعی: تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Abrar
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sargodha
malikabrar708@gmail.com
Dr. Hafiz Abdur Rahim
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Sargodha
rao.a.rahim@hotmail.com

ABSTRACT
History is replete with eminent personalities whose thoughts and reformative endeavors have profoundly influenced nations and societies. Among such remarkable figures stands Shah Waliullah of Delhi, whose intellectual and spiritual contributions played a pivotal role in the revival and renewal (tajdīd) of Islam in the Indian subcontinent. This paper analytically examines Shah Waliullah's reformative mission, his efforts toward religious revival, and his intellectual response to the social, political, and moral decline of his time. It explores his vision of harmonizing Shariah and Sufism, his emphasis on the unity of the Muslim Ummah, and his call for returning to the original sources of Islam the Qur'an and Sunnah. By contextualizing his reformative thought within the broader framework of Islamic renewal, the study highlights Shah Waliullah's enduring relevance as a mujaddid (reviver) whose scholarship continues to inspire contemporary Islamic thought.

Keywords: *Shah Waliullah, Islamic Reform, Tajdid, Revivalism, Islamic Thought*.

ابتدائیہ

تاریخ ایسی بہت سی عبقری شخصیات سے بھری پڑی ہے جن کے افکار و نظریات نے قوموں کو متاثر کیا ہے۔ ان کے افکار و نظریات اور مساعی سے احیاء دین کے ضمن میں نمایاں کارکردگی کے مظاہر بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ایسی صورتحال میں یہ بات تسلیم کیے بناء کوئی چارہ نہیں رہتا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے خاص صلاحیتیں ودیعت فرما کر دنیا میں بھیجا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ایک فرمان کی روشنی میں یہ امر بھی بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ دین کی تجدید اور احیاء کے لیے نبوت کے بعد ایسی شخصیات کا انتخاب اللہ کی سنت اور امت مسلمہ پر اس کی مہربانی اور عنایت ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا[1]

اللہ اس امت کے لیے ہر صدی کی ابتداء میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔

---

[1] ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد (قاہرہ: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009ء)، رقم الحدیث: 4192۔

ایسی ہی شخصیات میں ایک شخصیت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ کی بھی ہے آئندہ سطور میں آپ کے احوال و آثار اور تجدیدی مساعی کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جارہا ہے۔

احوال و آثار (حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شاہ ولی اللہؒ فروری 1703ء میں مشہور مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ حکومت سے قریباً چار سال قبل ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شاہ عبد الرحیم تھا۔ آپ کے والد گرامی ایک صوفی، قانع اور نہایت پختہ عالم دین تھے۔ شاہ ولی اللہؒ کا پیدائشی نام قطب الدین احمد تھا۔

محمد یٰسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں:

"شاہ صاحبؒ کی اپنی تصریح ہے کہ اصل نام نامی احمد تھا اور غالباً شیخ احمد سرہندیؒ کے نام پر جن سے والد گرامی نہایت متاثر تھے۔ رؤیا میں شیخ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی ہدایت اور عقیدت کی بناء پر بعد میں لقب قطب الدین پڑا۔"[2]

سلسلہ نسب کے اعتبار سے بھی آپؒ باعث فضیلت ہیں کیونکہ پدری جانب سے آپ فاروقی اور مادری لحاظ سے ہاشمی علوی تھے۔[3]

شاہ ولی اللہؒ نے ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔ مضبوط حافظے کی بدولت سات سال کی عمر میں ہی حافظ بن گئے۔ اس کے بعد فارسی و عربی کتب پڑھیں اور پندرہ سال کی عمر میں اس وقت کے مروج علوم پر دسترس حاصل کی۔ اس کے بعد تدریس کا آغاز مدرسہ رحیمیہ سے کیا۔ اپنی خود نوشت میں رقمطراز ہیں۔

"والد صاحب کی وفات کے بعد قریباً بارہ برس تک دینی و عقلی کتابوں کی تدریس میں مشغول رہا اور علم میں خاصا درک حاصل کیا۔"[4]

اساتذہ:

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے اساتذہ میں آپ کے والد گرامی شاہ عبد الرحیم، شیخ ابو طاہر مدنی، شیخ محمد افضل سیالکوٹی، شیخ وفد اللہ مکی اور شیخ تاج الدین القلعی رحمھم اللہ کے نام فہرست ہیں۔

تلامذہ:

---

[2] محمد یٰسین مظہر صدیقی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (علی گڑھ: انٹرنیشنل پرنٹنگ پریس، 2001ء)، 6۔

[3] صدیقی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، 3۔

[4] شاہ ولی اللہ دہلوی، انفاس العارفین (لاہور: رومی پبلیکیشنز، 2007ء)، 395۔

آپ کے تلامذہ میں محمد مرتضی زبیدی، (صاحب تاج العروس) قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شیخ ابراہیم آفندی اور آپ کے چاروں صاحبزادے (شاہ عبد العزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبد القادر، شاہ عبد الغنی) کے اسماء بہت معروف ہیں۔ [5]

وفات:

آپ 20 اگست 1762ء کو ظہر کے وقت فوت ہوئے۔" [6]

تصانیف

شاہ ولی اللہؒ نے کتابیات کے میدان میں بڑا وقیع کام کیا ہے۔ بہت سے موضوعات پر بڑی ہی نادر کتب آپ نے تصنیف فرمائی ہیں۔ اس ضمن اگرچہ یہ بحث بھی کی جاتی ہے کہ آپ کی کتب کا زمانہ کتابت کیا ہے؟ بہر کیف اس بات سے قطع نظر کہ زمانہ کتابت معین ہے یا کہ نہیں، یہ امر مسلم ہے کہ آپؒ کی تصنیفات بہت زیادہ ہیں اور ہر زندگی کے ہر شعوری عہد میں آپؒ نے یہ کام کیا ہے۔

ذیل میں آپؒ کی چند تصانیف کا اختصار سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1: فتح الرحمٰن۔ یہ قرآن کا فارسی میں ترجمہ ہے قرائن سے یہ بات بھی معلوم ہے کہ اس کا آغاز سفر حرمین سے پہلے ہوا تھا اس کا محرک متن قران کے طلبہ کا تدریسی تقاضا تھا۔ [7]

2: الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین۔ (عربی) یہ کتاب سہادنپوں سے مطبوع ہے۔

3: الطاف القدس فی معارف لطائف النفس۔ لطائف کی بحث اور فلسفہ تصوف پر فارسی میں عمدہ کتاب ہے۔ [8]

4: فیوض الحرمین (عربی) اس کتاب کا اردو ترجمہ سعادت کونین کے نام سے ہو چکا ہے۔ ایک اردو ترجمہ فیوض الحرمین کے عنوان سے ہی پروفیسر محمد سرور نے بھی کیا ہے جسے کراچی سے دار الاشاعت نے چھاپا ہے۔

5: حجۃ اللہ البالغۃ (عربی) اسرار شریعت و دین کے عنوان سے ایک شاہکار ہے۔ اس کتاب کی وجہ سے شاہ ولی اللہؒ کو کافی شہرت ملی ہے۔ یہ کتاب سید سابق کی تحقیق سے دار الجیل سے دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کے اردو تراجم بھی موجود ہیں جن میں نعمۃ اللہ السابغۃ از محمد عبد الحق حقانی، آیات اللہ الکاملۃ از خالد احمد اسرائیلی اور خلیل احمد بن سراج احمد کے تراجم معروف ہیں

---

[5] صدیقی، حضرت شاہ ولی اللہ، 11-12۔

[6] صدیقی، حضرت شاہ ولی اللہ، 21۔

[7] صدیقی، حضرت شاہ ولی اللہ، 14۔

[8] صدیقی، حضرت شاہ ولی اللہ، 15۔

اس کا ایک انگریزی ترجمہ مارسیا کے ہر مینسن نے "The conclusive Argument from God" کے نام بھی کیا ہے۔[9]

6: انفاس العارفین۔ یہ کتاب عربی و فارسی دونوں زبانوں میں مطبوع ہے۔ اس کا اردو ترجمہ سید محمد فاروق القادری نے کیا ہے۔

7: الفوز الکبیر۔ یہ کتاب اصل فارسی میں ہے۔ اصول تفسیر پر ایک نادر اور علمی رسالہ ہے اس کے اردو تراجم بھی کیے گئے ہیں۔ اس کی تعریب اور حاشیہ بندی بھی کی گئی ہے۔ اس کی تعریب منیر الدین دمشقی، مولانا سلمان ندوی اور مفتی سعید احمد پالنپوری تینوں حضرات نے کرر کھی ہے۔ جبکہ آخر الذکر نے اس کا اردو ترجمہ اور اس کا بھی حاشیہ بھی رکھا ہے۔

8: المسوّٰی (عربی) مؤطا کی شرح ہے۔ اس طرح مؤطا کی ایک شرح المصفی کے نام سے فارسی میں بھی لکھی ہے۔

9: الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (عربی) فقہاء کے مسلکی اختلاف کے اسباب پر اچھا رسالہ ہے۔

10: التفہیمات الالٰھیۃ: فلسفہ دین و تصوف پر تفہیم کے عنوان سے خطبات کا مجموعہ ہے۔

ان کے علاوہ دیگر کتب میں قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، فتح الخیر، عقد الجید فی بیان احکا الاجتہاد و التقلید، البدور البازغۃ، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، حسن العقیدہ اور زہراوین کے نام بہت نمایاں ہیں۔

تجزیہ

آپؒ کی کتب پر نظر ڈالیں تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت نے واقعتاً علوم و فنون اور ان کے معارف آپ پر پوری طرح سے کھول دیے تھے اور آپ نے ایک گہری دینی اور اس کے احیاء کی تڑپ کے ساتھ کام کیا اور آپ نے اپنی ان کتب کے ذریعے سے اسلام کی اساسی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کر کے اسے قابل فہم اور بہترین صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ جو اس دور کی ایک اہم ضرورت تھی۔

افکار و نظریات

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے افکار و نظریات ان کی کتب کے مطالعہ سے ہمارے سامنے واضح ہوتے ہیں۔ اس بحث میں مختلف عناوین کے تحت آپ کے کچھ افکار و نظریات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1۔ خدا اور اس کا وجود

شاہ ولی اللہؒ اللہ کے قدیم اور اس کے وجود کے وجوب اور عدم امتناع کا نظریہ رکھتے تھے۔ مطلب اللہ ہمیشہ سے ہے۔ ہمیشہ رہے گا۔ جس کا ہونا ضروری اور اس پر فنا اور عدم محال ہے۔[10]

[9] صدیقی، حضرت شاہ ولی اللہ، 16۔

[10] شاہ ولی اللہ دہلوی، العقیدہ الحسنۃ (گوجرانوالہ: مدرسہ نصرۃ العلوم، س ن)، 3۔

2۔استواء علی العرش: شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"و ھو فوق العرش کما وصف نفسہ ولکن لا بمعنی التحیز و الجھۃ بل لا یعلم کنہ ھذہ التفوق و الاستواء الا ھو و الراسخون فی العلم ممن آتا ہ اللہ من لدنہ علما"[11]

اللہ عرش پر ہے جیسا کہ اللہ نے خود اپنے متعلق بیان فرمایا ہے لیکن اس کے معنیٰ یہ نہیں کہ اس کی جہت یا گھیراؤ اور احاطے کا تعین مقصود ہو بلکہ اس استواء اور فوق کی کیفیت اور حقیقت کو وہ خود ہی جانتا ہے یا پھر ایسے راسخ علماء جنہیں اللہ کی طرف سے خاص علم عطا کیا گیا ہے جانتے ہیں۔

تجزیہ

معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ عقائد میں بالخصوص صفات باری تعالٰی کے عقیدہ میں سلف آئمہ دین سے متاثر ہیں اور عقائد میں احوط اور درست روش بھی یہی ہے۔ استواء علی العرش سے متعلق شاہ صاحب کا نظریہ امام مالک کے مشہور جواب سے مماثلت رکھتا ہے۔ امام مالکؒ سے استواء سے متعلق سوال ہوا تو آپؒ نے بایں الفاظ جواب دیا:

الاستواءمعلوم و الکیف مجھول و السؤال عنہ بدعۃ[12]

استواء معلوم ہے اس کی کیفیت مجہول ہے اور اس سے متعلق سوال بدعت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صفات پہ بلا تکییف و تمثیل ایمان لانا ہی سلف کا انداز رہا ہے۔

3:اہل قبلہ کی تکفیر سے اجتناب۔ شاہ صاحبؒ مسلمانوں کی تکفیر کے بھی حق میں نہ تھے لکھتے ہیں۔

"و لا تکفر احد ا من اھل القبلۃ الا بما فیہ من نفی الصانع القادر المختارو عبادۃ غیر اللہ و انکار المعاد و النبی و سائر ضروریات الدین"[13]

آپؒ کا یہ نظریہ بھی سلف کے نظریات کی ہی غمازی کرتا ہے تھوڑے سے ردوبدل کے ساتھ یہی عقیدہ امام ابو جعفر الطحاویؒ نے بھی العقیدہ الطحاویۃ میں نقل کیا ہے۔[14]

[11] دہلوی، العقیدہ الحسنہ، 6۔

[12] محمد خلیل ھراس، شرح العقیدہ الواسطیۃ (لاہور: اسلامک پبلشنگ ھاؤس، س ن)، 80۔

[13] دہلوی، العقیدہ الحسنۃ، 24۔

[14] ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی، العقیدہ الطحاویۃ (کراچی: مکتبہ البشریٰ، 2007ء)، 14۔

SCRR

4:ختم نبوت:شاہ صاحب ؒلکھتے ہیں:

" و محمد خاتم النبین لا نبی بعدہ و دعوتہ عامۃ لجمیع الانس و الجن و ھو افضل الانبیاء بھذہ الخاصۃ و بخواص اخریٰ نحو ھذا"[15]

محمد ﷺ آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ان کی دعوت تمام جن وانس کے لیے عام ہے۔ اپنی اسی خصوصیت اور اس جیسے دیگر خصائص کی بنیاد پر آپ ﷺ سب انبیاء سے افضل ہیں۔

5:خلافت راشدہ

خلافت راشدہ،خلفاءراشدین کی ترتیب اور تفضیل ابی بکر و عمر سے متعلق آپ ؒکا عقیدہ وفکر لائق مطالعہ ہے ملاحظہ کریں۔

" و ابو بکر الصدیق امام حق بعدرسول اللہ ﷺ ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنھم ۔ ثم تمت الخلافۃ و بعد ہ ملک عضوض و ابوبکر افضل الناس بعد رسول اللہ ثم عمر و لا نعنی الافضلیۃ من جمیع الوجوہ حتی یعم النسب و الشجاعۃ و القوۃ و العلم و امثالھا ۔ بل ھی عظم نفحہ فی الاسلام" [16]

ابو بکر صدیق رسول اللہ ؐ کے بعد امام برحق ہیں پھر عمر اس کے بعد عثمان اور ان کے بعد علی امام ہیں۔اس کے بعد خلافت راشدہ ختم ہوگئی ان کے بعد کے خلفاء بادشاہوں کی حیثیت سے تھے۔نبیؐ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں ان کے بعد فضیلت عمر کی ہے یہ فضیلت من کل الوجوہ نہیں ہے کہ نسب ،شجاعت ، قوت ، علم اور دیگر صفات میں یہ فضیلت ہے (بلکہ ممکن ہے بعض دوسرے صحابہ ان اوصاف میں کسی وصف کے اعتبار سے زیادہ باعث فضیلت ہوں) بلکہ ان کی افضلیت اس اعتبار سے ہے کہ اسلام کو جو نفع ان دونوں سے حاصل ہو اوہ دوسروں سے نہیں ہوا۔

6:قرآن کی موضوعاتی تقسیم

شاہ ولی اللہؒ کی فکر قرآن کی تفہیم کے لیے قرآن کی موضوعاتی تقسیم کی طرف مائل ہے چونکہ تفاسیر میں الفاظ معانی کی تفصیلات اور دیگر علوم وفنون بکثرت بیان ہوئے ہیں۔لیکن ان ابحاث کا زیادہ فائدہ اہل علم حضرات کو تھا۔جبکہ ایک عامی شخص کو علوم و فنون کی ضرورت نہیں بلکہ اسے تو قرآن میں بیان کردہ موضوعات سے شناسائی کا زیادہ فائدہ ہے اور اسا عتبار سے وہ قرآن کو بہتر طریقے سے سمجھ سکتا ہے۔شاہ ولی اللہؒ نے الفوز الکبیر میں قران کے مضامین اور علوم کو تقسیم کر دیا ہے جن کی تعداد ان کے ہاں پانچ ہے۔

1:علم الاحکام 2:علم الجدل 3:علم تذکیر بآلاءاللہ 4:علم تذکیر بایام اللہ 5:علم تذکیر بالموت ومابعدہ

---

[15] دہلوی،العقیدہ الحسنۃ، 20۔

[16] دہلوی،العقیدہ الحسنۃ،22۔

اسی ضمن میں شاہ ولی اللہؒ نے علماء کی تحدید بھی فرمائی کہ علم احکام کی تفریع فقیہ، علم جدل کی متکلم جبکہ باقی تینوں علوم کی توضیح واعظ کے ذمہ ہے۔[17]

اس تقسیم سے قرآن کی تفہیم کافی آسان ہے اور ایک انسان قرآن کے موضوعات سے بھی آشنا ہو جاتا ہے۔

7: نسخ قرآنی سے متعلق نظریہ

شاہ ولی اللہؒ قرآن میں نسخ کے حوالے سے اس فکر کے داعی ہیں کہ قرآن میں نسخ نہ ہونے کے برابر ہے انہوں نے قدماء کے وسیع دائرہ نسخ کو اپنے طریقہ تطبیق سے سمیٹ کر صرف پانچ آیات کریمہ تک محدود کر دیا تھا۔ اس کی وجہ ان کے نزدیک کسی بھی آیت کے نزول کا بنیادی سبب کوئی زمانی یا مکانی واقعہ ہوتا ہے مگر نزول کے بعد اس کا حکم آفاقی ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مخصوص سبب سے وابستہ ہوتے ہوئے بھی اس میں منحصر یا محدود نہیں رہتا۔[18]

8۔ صحبت صلحاء کا التزام

حضرت شاہ صاحبؒ صلحاء اور اتقیاء کی صحبت کے بھی قائل و فاعل تھے۔ بس ضمن میں آپ کی کتب میں بہت سے فرامین مذکور ہیں۔ انفاس العارفین اور القول الجمیل اس عنوان سے شاندار کتابیں ہیں۔

صحبت صلحاء سے متعلق شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

> " و منها لا يصحب جهال الصوفية و لا جهال المتعبدين و لا المتقشفة من الفقهاء ولا الظاهرية من المحدثين ولا الغلاة من اصحاب المعقول والكلام بل يكون عالما صوفيازاهدا فى الدنيا دائم التوجه الى الله منصبغا بالاحوال العلية راغبا فى السنة متتبعا لحديث رسول الله و آثار الصحابة"[19]

> اور ازاں جملہ یہ وصیت ہے جاہل صوفیا، جاہل عبادت گزار، خشک فقہا، ظاہری فکر کے محدثین اور اصحاب معقول (جو منقول کے دشمن ہیں) کی صحبت اختیار نہ کی جائے بلکہ طالب حق کو چاہیے کہ وہ صوفی، تارک دنیا، اللہ کے دھیان میں ڈوبے، سنت مصطفیٰ میں راغب اور نبیؐ کی حدیث و آثار صحابہ کے تابع عالم کی صحبت اختیار کرے۔

صحبت اولیاء کے ضمن میں شاہ صاحب کے افکار انتہائی معتدل اور قرآن و سنت کے درست فہم پر مبنی ہیں۔

9۔ اللہ تعالیٰ کے افعال اجناس اربعہ میں منقسم ہیں

---

[17] شاہ ولی اللہ دہلوی، الفوز الکبیر (دہلی: مطبع علیمی، س ن)، 3۔

[18] صدیقی، حضرت شاہ ولی اللہؒ، 26،25۔

[19] شاہ ولی اللہ دہلوی، القول الجمیل (کراچی: ایجوکیشنل پریس، 1967ء)، 158۔

شاہ صاحبؒ نے حق تعالیٰ کے افعال کی تقسیم کا نظریہ بھی پیش فرمایا ہے ان کے نزدیک اللہ کے افعال چار اجناس ابداع، خلق، تدبیر اور تدلی سے باہر نہیں ہیں۔ اس فلسفہ کو انہوں نے اپنی کتاب لمعات کے لمعہ نمبر 34 میں ذکر کیا ہے۔

کسی چیز کا عدم محض سے وجود کی طرف لانا ابداع کہلاتا ہے جبکہ خلق یہ ہے کہ کسی چیز سے کوئی اور چیز بنادی جائے اور تدبیر یہ ہے کہ جہاں میں اس طرح ردوبدل کیا جائے کہ حوادث مصلحت کلی کے مطابق ہو جائیں اور تدلی کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جہاں میں مدبر ہو کر ظہور ہو جائے۔[20]

شاہ ولی اللہؒ کے افکار و نظریات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک زبردست اسلامی سکالر، محدث، بحالی پسند و تجدید کار، مورخ اور فلسفی تھے۔ گذشتہ سطور میں ان کی فکر کا اجمالاً تذکرہ کیا گیا ہے تاکہ آپ کی حیثیت واضح ہو جائے اور جو خصوصی صلاحیتیں رب نے آپ کو عطا کر رکھی تھیں ان کی ایک جھلک ہمارے سامنے آسکے۔ آئندہ سطور میں ان کے تجدید اور بحالی پسند کاموں کا جائزہ لیا جائے گا۔

تجدید اور تجدد کی اصطلاحات

تجدد باب تفعل کا مصدر ہے جس میں تکلف اور تصنع کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ تکلف جدت کو اختیار کرنا۔ اور تجدید باب تفعیل کا مصدر ہے جو احیاء کے معنیٰ میں مستعمل ہے اس سے بطور فاعل مجدد اور متجدد کی اصطلاحات معروف ہیں۔

اسلام کے تناظر میں مجدد ایسا شخص ہو گا جو لوگوں کے قلوب واذہان میں دین کے دوبارہ احیاء کے لیے کھڑا ہوا ہو اور اسلام سے متعلق وارد شبہات کو دور کرنے کا عزم لیے ہوئے ہو جبکہ متجدد سے مراد ایسا شخص ہے جو اسلام اور بعض معاشروں میں رائج اقدار میں توافق اور تطابق کے لیے کھڑا ہوا ہو۔

تجدید اور تجدد میں یکسانیت

معنوی و لفظی اعتبار سے تو دونوں الفاظ میں کوئی یکسانیت نہیں ہے مگر نتیجہ کے اعتبار سے متجدد اور مجدد اسلام ہی کی تشریح اور احیاء کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اسی لیے ایسے افراد بحالی پسند (Revivalists) کہلائے جاتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ کے تجدیدی مساعی

برصغیر پاک وہند میں شاہ ولی اللہؒ بھی ایک مجدد کی حیثیت سے ہی جانے جاتے ہیں اور آپؒ نے اپنی فکر اور فلسفہ سے لوگوں کو بہت متاثر کیا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے جس دور میں ہوش سنبھالا تب مغل دور کا آخری وقت تھا ہندوستان کے افق پر جمود کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ ایسے دور میں شاہ ولی اللہؒ نے جو طریق اپنانے کی دعوت دی وہ فقہاء اور محدثین کا طریق تھا۔ اسی لیے انہوں

---

[20] مفتی عطاء الرحمٰن قاسمی، مجموعہ رسائل امام شاہ ولی اللہ (دلی: عفیف آفسیٹ، 2015ء)، 346،345۔

نے چاروں مکاتب فکر کے ساتھ اہل الحدیث اور اہل الرائے کو بھی سنی اسلام کا حصہ قرار دیا۔ تا کہ جمود کی فضا چھٹ جائے اور اسلام اپنی آب و تاب سے پھولتا رہے۔

1۔ سنی اسلام اور فقہاء اور محدثین کا طریق

شاہ ولی اللہؒ کی مساعی اور ان کے نتائج فکر کا تذکرہ اس نگاہ سے ہے کہ مغل دور کے اواخر میں جب جمود کی گھٹائیں ہند کے افق پر چھائی ہوئی تھیں۔ اورنگ زیب عالمگیر جیسا نیک دل بادشاہ زیادہ سے زیادہ یہی کوشش کر سکا کہ اس نے فتاویٰ ہندیہ کی صورت میں علماء کے ذریعے اسلام کی خدمت کی۔

شاہ ولی اللہؒ ان کے رفقاء اور ان کے متوسلین نے اس اندھیرے میں ایک روشنی کے مینار کی طرف توجہ دلائی وہ فقہاء و محدثین کا طریق تھا۔ شاہ صاحب ہندوستان کی حنفیت اور ابن حزم کی ظاہریت کو فقہاء و محدثین کے دامن میں پناہ دینا چاہتے تھے۔[21]

اسی سے متعلق شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغۃ میں باب نمبر 84 کے تحت تفصیل سے گفتگو کی ہے فرماتے ہیں" معلوم ہونا چاہیے کہ سعید بن مسیب، ابراہیم اور زھری کے عہد میں اور ان کے بعد بھی ایسے علماء تھے جو دینی مسائل میں رائے سے خوض کرنے کو برا جانتے تھے اور فتویٰ دینے اور استنباط کرنے میں بہت خائف رہتے تھے استنباط کو آخری چارہ کار کے طور پر ہی استعمال کیا کرتے تھے۔ اسی لیے احادیث کو مدون کرنا اطراف میں شائع ہو گیا۔ اور محدثین نے اس پر خوب محنت کی۔ جب محققین اہل حدیث نے فن روایت اور درجات حدیث خوب مکمل کر لیے تو ان کے بعد ان کی توجہ فقہ کی طرف مائل ہوئی۔ انہوں نے اس کے بعد بھی مسئلہ بتانے کے اصول قرآن، حدیث اور صالحین امت کے آثار و اقوال ہی طے لیے۔ اس کے بعد ایک دوسرے زمانے کی پیدائش ہوئی انہوں نے اپنے اصحاب کو دیکھا کہ حدیث کی محنتوں نے انہیں فارغ کر دیا ہے اور وہ فقاہت کا سامان کر چکے ہیں مگر احادیث پر مزید تحقیق کے نکتہ نظر سے انہوں نے محنت کی۔ ایسے لوگ محدثین کہلائے جن میں چار محدث میرے نزدیک مشہور ترین ہیں اور جن کا زمانہ قریب قریب ہے۔ جن میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد اور امام ترمذی کے نام سر فہرست ہیں۔ ایسے محتاط لوگوں کے مقابلہ میں ایسے علماء بھی تھے جن مسائل بیان کرنے اور فتویٰ دینے میں کوئی باک نہیں تھا۔ وہ کہتے تھے کہ دین کی بناء ہی فقہ پر ہے۔ اسی پر پھر ایک نئے طرز مسائل مدون کرنے کی ضرورت پڑی۔ وکل حزب بمالدیھم فرحون۔[22] اس طرح یہ علماء نے تخریج کے قاعدہ پر فقہ کی ترتیب دی۔[23]

تجزیہ

[21] مولانا محمد اسماعیل سلفی، تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی (ساہوال: مکتبہ محمدیہ، 2006ء)، 49۔

[22] الروم 30: 32۔

[23] شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغۃ، مترجم: مولانا خلیل احمد (لاہور: کتب خانہ شان اسلام، س ن)، 226،233۔

گذشتہ سطور شاہ صاحب کی تفصیلی آراء سے خلاصتاً تحریر کی گئی ہیں، جن سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شاہ ولی اللہؒ سنی اسلام کو ایک مخصوص مکتبہ فکر تک محدود کرنے کی بجائے وسیع اصطلاحات میں بیان کیا ہے۔ شاہ صاحب کے مطابق اہل السنۃ والجماعۃ وہ ہیں جنھوں نے صحابہ اور تابعین کے طریقہ پر قرآن و سنت کی پیروی کی۔ اور یہ ہی فقہاء و محدثین کا طریق ہے اپنی بصیرت کے ساتھ انہوں نے ظاہریت اور تقلیدی جمود کے درمیان تطابق اور توافق کے لیے یہ فلسفہ پیش کیا اصطلاحات قائم کر کے اور زمانے کی تعیین کے ساتھ مکاتب فکر کے ظہور پر آپؒ نے سیر حاصل گفتگو کی ہے تاکہ مسلمان ایک دوسرے کی آراء کا احترام کریں۔

2۔ تقلیدی جمود اور ظاہریت کے مابین راہ اعتدال

جیسا کہ پہلے واضح کیا جا چکا ہے کہ شاہ صاحب کے دور میں برصغیر کے اندر جمود کی فضا تھی اس کے ساتھ ساتھ ابن حزمؒ اور داؤد ظاہری کی ظاہریت بھی تھی، کیونکہ یہ لوگ قیاس کا سرے سے ہی انکار کرتے تھے اور یہ سوچ آئمہ حدیث اور ففقہاء کے طریق کے بالکل مخالف تھی۔ ایسے حالات میں شاہ صاحب نے اپنے طلبہ اور متوسلین کو جو نصیحت فرمائی وہ بہت معتدل ہے۔

"وصیت اول این فقیر چنگ زدن است بکتاب و سنت در اعتقاد و عمل ---------"[24]

اس مکمل عبارت کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔

> فقیر کی پہلی وصیت یہ ہے کہ اعتقاد اور عمل میں کتاب و سنت کے ساتھ تمسک کرے اور ان دونوں کو اپنا مشغلہ قرار دے کر ہر دوسے کچھ حصہ روزانہ پڑھے اور اگر پڑھ نہ سکے تو چند اوراق کا ترجمہ سنے اور عقائد میں سلف اہل سنت کی روش اختیار کرے۔ اور ائمہ سلف کی طرح موشگافیوں سے بچے اور خام کار معقولیوں کی شک آفرینیوں سے بچے اور فرعی مسائل میں ان محدثین کا اتباع کرے جو حدیث اور فقہ دونوں سے پوری طرح واقف ہوں۔ اور فقہی مسائل کو کتاب و سنت پر پیش کرے جو موافق ہوں اسے قبول کرے ورنہ بالکل بہ نظر انداز کر دے۔ امت کو اپنے اجتہادات کو کتاب و سنت پر پیش کرنے سے کبھی استغناء حاصل نہیں ہوا اور ضدی قسم کے فقیہہ حضرات جنھوں نے بعض اہل علم کی تقلید کو دین کا سہارا بنا رکھا ہے اور کتاب و سنت سے اعراض ان کا شیوہ ہے کی بات تک نہ سننا اور ان کی طرف نگاہ مت اٹھانا اور ان سے دور رہنے میں ہی خدا کا قرب تلاش کرنا۔[25]

[24]شاہ ولی اللہ دہلوی، تفہیمات (یو۔پی: مدینہ برقی پریس، 1936ء)، 2: 240۔
مکمل عبارت فارسی میں نقل نہیں کی گئی، فقط ترجمہ نقل کیا جا رہا ہے۔
[25]تحریک آزادی فکر، 52۔

اس اعلان سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ شاہ صاحب نے برصغیر کے خاص ماحول کے مطابق احیاء اسلام کے لیے یہ نہایت ہی جراتمندانہ فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ تقلیدی جمود اور ظاہریت کے بجائے کتاب و سنت اور فقہاء محدثین کے اتباع کی دعوت دی ہے۔

3۔ حنفی وشافعی مسلک میں ممکنہ طور پر مطابقت کی سعی

برصغیر کے اندر امت مسلمہ کی ضرورت اور اجتماعیت کے پیش نظر آپ نے یہ کوشش بھی فرمائی کہ حنفی وشافعی مسلک میں کسی طور مطابقت پیدا کر دی جائے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی تحریر کرتے ہیں۔

"شاہ صاحب کی معرفت حدیث وفقہ نے ان پر یہ حقیقت بھی ظاہر کر دی تھی کہ حق چاروں مسالک میں دائر ہے۔ صرف احسن اور صحیح تر عمل کی بات ہے اس لیے وہ ان چاروں مذاہب سے باہر جانے کا خیال بھی نہیں لاتے تھے اور لوگوں کے لیے ضروری سمجھتے تھے کہ وہ انہیں چاروں مسالک میں سے کسی ایک کا اتباع کریں البتہ وہ ضرور چاہتے تھے کہ جہاں اور جب حق نظر آ جائے اور ثابت ہو جائے تو اسے قبول کیا جائے ان کی فکر اور رویہ یہی رہا ہے۔

جب یہ حقیقت واضح ہو گئی تو شاہ ولی اللہؒ کے دل میں تطبیق کی آرزو جاگی جو ان کی فکر و نظر اور حکمت و فلسفہ کی ایک اہم صورت تھی وہ چاروں مذاہب کے اختلاف ظاہری کو دور کرنے کی سبیل نکالنے کی طرف متوجہ ہوئے عالم اسلام اور بالخصوص برصغیر پاک وہند کے پس منظر میں انہوں نے یہ تجویز رکھی کہ حنفی اور شافعی مسالک کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہے ان کی کتب فقہ بھی زیادہ ہیں اور ان کے علماء و مجتہدین بھی اکثریت میں ہیں اور ان کے مقلدین بھی زیادہ ہیں لہذا یہ بات ملا اعلی کے علوم کے عین مطابق ہے کہ حنفی اور شافعی مسالک میں ممکنہ طور سے مطابقت پیدا کی جائے ان دونوں کے ان تمام آرائی اور فتاویٰ کو باقی رکھا جائے جو از روئے قرآن و حدیث مسلم اور ثابت ہیں اور ان سے اجتناب کیا جائے بلکہ ان کو سرے سے ہی ختم کر دیا جائے جو بے اصل ہیں دونوں کے باہمی اختلاف کو دور کرنے کے لیے مؤطا امام مالک کو ثالث و حکم بنایا جائے کہ وہ نہ صرف ان دونوں مسالک کا سرچشمہ ہے بلکہ اس دور آخر میں وہی اجتہاد کا دروازہ کھولنے والی کتاب فقہ ہے۔"[26]۔[27]

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے اس سعی میں بھی جو طریقہ کار متعارف کروایا وہ محدثین اور فقہاء کا ہی ہے، مگر یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ آپ نے احیاء اسلام کے یہ نہایت ہی زبردست کوشش فرمائی۔

4۔ ترجمہ قرآن بزبان فارسی

[26] صدیقی، حضرت شاہ ولی اللہ، 32، 33 ۔

[27] دہلوی، التفہیمات، 1: 212۔

شاہ صاحبؒ کی تجدیدی مساعی میں یہ آپ کا نمایاں کام ہے کہ آپ نے برصغیر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فارسی زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ 1738ء میں منظر عام پر آیا تو آپؒ پر تنقید بھی ہوئی مگر آپؒ نے لوگوں کو یہ بات سمجھائی کہ قرآن محض تلاوت یا ریشمی کپڑوں میں لپیٹ کر رکھنے کے لیے نہیں آیا بلکہ اس کے نزول کا مقصد تدبر و تفکر ہے۔

اس سے لوگوں کا رجحان معنیٰ قرآن کی طرف بڑھا۔ پھر ترجمہ قرآن کے لیے بھی راہ ہموار ہوئی۔ اس کے بعد آپ کے ہی بیٹوں شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین نے قرآن کے بامحاورہ اور لفظی تراجم کیے۔

5۔ اشاعت حدیث اور شاہ صاحب کی مساعی

علم حدیث کے مطالعہ اور اس کی تحقیق کے ضمن میں بھی کافی خرابیاں در پیش تھیں۔ شاہ ولی اللہؒ نے اس میدان میں بھی بھرپور کام کیا۔ علم حدیث سے متعلق آپ کے نمایاں کاموں کا تجزیہ ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی بایں الفاظ پیش کرتے ہیں۔

"شاہ صاحب کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے صحت کے لحاظ سے کتب حدیث کی درجہ بندی کی ہے اور اس سے بھی زیادہ یہ تحقیق حیران کن ہے کہ اصل کتاب حدیث و فقہ امام مالکؒ کی مؤطا ہے اور باقی تمام کتب صحاح اس کی شروح۔"[28]

"کتب حدیث کی صحت کے لحاظ سے درجہ بندی نے تحقیق حدیث اور تدبر کا ایک باب کھولا۔ صحیح و ضعیف کا امتیاز پیدا ہوا۔ اس سے بھی زیادہ اہم کارنامہ یہ ہوا کہ کمزور و سقیم روایات سے سرچشمہ حدیث کو صاف کیا۔ اور یہ اصول قائم فرمایا کہ صحیح احادیث سے جب اعمال اور استنباط کا معیار قائم رکھا جا سکتا ہے تو ضعیف روایات سے استفادہ کیوں کیا جائے۔"[29]

ان علمی کارناموں کی بدولت برصغیر میں تب حدیث کی طرف توجہ بڑھ گئی اور بالخصوص جب آپؒ سفر حج سے واپس آئے اور درس حدیث کا آغاز کیا تو لوگوں کا رجحان مزید بڑھا۔

اسی ضمن میں پھر آپ نے المسوی اور المصفی جیسی کتب تصنیف کیں اور علم حدیث کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

6: مسئلہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود

شاہ صاحبؒ نے تصوف کے اندر اصلاحات کی کوششیں بھی کیں ہیں اس دور میں وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود جیسے مسائل تصوف میں زیر بحث تھے۔ شاہ صاحبؒ اس پر دلائل قائم اور ثابت کیا کہ دونوں مسلک ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ روحانی علم حاصل کرنے کے لیے سیڑھیاں ہیں وحدت الوجود شروع میں جبکہ وحدت الشہود بعد میں ظہور پذیر ہوتی ہے اور مقصد دونوں مسالک کا ایک ہی ہے یعنی روحانی علم حاصل کرنا۔[30]

---

[28] صدیقی، حضرت شاہ ولی اللہ، 27۔

[29] صدیقی، حضرت شاہ ولی اللہ، 29۔

[30] ڈاکٹر محمد افتخار غوری، اسلامی مفکرین وسیاسی معاشرتی خدمات (اسلام، پاکستان اور جدید دنیا: اسلام آباد، شعبہ ارلی چائلڈ ھڈ)، 272۔

آپ وحدۃ الوجود اصل کہتے ہیں اور وحدۃ الشہود کو اس کا ایک پہلو مانتے ہوئے دونوں کے اختلاف کو لفظی نزاع سے تعبیر کرتے ہیں۔[31]

یوں آپ اختلافی مسئلہ میں تطبیق قائم کرکے اتحاد اور توافق کی کوشش کرتے ہیں۔

7:اصلاح معاشرت

شاہ ولی اللہؒ صرف ایک عالم کی حیثیت سے درس و تدریس تک ہی محدود نہ تھے بلکہ آپ کی نظر معاشرتی برائیوں پر بھی تھی اور اس ضمن میں انہوں نے اپنی تعلیمات کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کی اس حوالے سے شیخ محمد اکرام اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

"قوم کی معاشرتی برائیوں پر بھی آپ کی نظر تھی اور اپنی تصنیفات میں انہوں نے ان خرابیوں کو جابجا بے نقاب کیا ہے۔ اس موضوع پر ان کا بہترین اظہار خیال تفہیمات الھیۃ کا ایک باب ہے جو مکمل ہی پڑھنے کے لائق ہے لیکن آپ کے مختصر وصیت نامے سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ معاشرتی اصلاح کا جو درخت مولنا سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل شہید کے ہاتھوں پھلا پھولا اس کا بیج آپ نے ہی بویا تھا۔ وصیت نامے میں آپ نے ہدایت کی ہے۔

" بقدر امکان عادات و رسوم عرب اول کہ منشار آنحضرت است از دست ندہیم و رسوم عجم ہنوز دراز درمیان خود گزاریم "

اس کے بعد ایسی معاشرتی خرابیوں کا تذکرہ کیا جو ہندوؤں کی وجہ سے مسلمانوں میں آگئی ہیں اور جن کی اصلاح کی کوشش آج ہندو قوم خود کر رہی ہے۔

پہلی خرابی نکاح بیوگان سے احتراز کا مسئلہ دوسری خرابی بڑے بڑے مہر باندھنا جو کہ سنت کے خلاف اور خانہ بربادیوں کا سبب ہے تیسری خرابی خوشی و غمی کے موقعے پر اسراف ہے جن کی وجہ سے قوم غریب ہو رہی ہے۔[32]

اس بحث سے بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ ایک عظیم مصلح کے طور پر سامنے آئے تھے اور آپ نے امت کے افراد کی معاشرتی خرابیوں کو دور کرنے کی بھی کوشش کی۔

خلاصہ بحث

گذشتہ ابحاث میں شاہ ولی اللہؒ کے احوال و آثار، تصانیف، افکار اور تجدید مساعی پر گفتگو کی گئی ہے، جس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ برصغیر کے خاص ماحول میں حضرت شاہ صاحب کی مساعی انتہائی قابل قدر ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ آپؒ کی مساعی اور افکار و نظریات اگرچہ کتاب و سنت کے براہین پر مبنی تھے، لیکن ان میں برصغیر کے خاص ماحول کو بھی سامنے رکھا گیا ہے دوسرے الفاظ میں ملت اسلامیہ ہندیہ کی ضروریات کے مطابق بھی تھے ایسے حالات میں شاہ صاحب کا

---

[31] صدیقی، حضرت شاہ ولی اللہ، 36۔

[32] محمد اکرام شیخ، رود کوثر (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2005ء)، 571-572۔

انتخاب واقعتاً اللہ کا بہت بڑا کرم تھا یہاں یہ بات بھی واضح ہوئی ہے کہ تجدید و تجدد کی تحریکات اور اس سے منسلک اشخاص کی کوششیں بحالی اسلام کی ہی تھیں لیکن دونوں میں ایک واضح فرق موجود ہے جس کا خیال رکھا جانا چاہیے۔

مصادر و مراجع

1:القرآن الکریم۔

2:غوری،ڈاکٹر افتخار احمد۔ اسلامی مفکرین سیاسی و معاشرتی خدمات۔ اسلام آباد: ماریہ پرنٹرز، 2015ء۔

3:صدیقی، محمد یٰسین مظہر، حضرت شاہ ولی اللہ شخصیت و حکمت کا ایک تعارف، علی گڑھ: انٹرنیشنل پرنٹنگ پریس، 2001ء۔

4: قاسمی، مفتی عطاء الرحمٰن، مجموعہ رسائل امام شاہ ولی اللہ، دلی: عفیف آفسیٹ، 2015ء۔

5: دھلوی، شاہ ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغۃ، دار الجیل: 2005ء۔

6: خلیل احمد، آیات اللہ الکاملۃ ترجمہ حجۃ اللہ البالغۃ، لاہور: کتب خانہ شان اسلام۔

7: دھلوی، شاہ ولی اللہ، التفہیمات الالھیۃ، یو۔ پی: مدینہ برقی پریس۔

8: دھلوی، شاہ ولی اللہ، انفاس العارفین، لاہور: رومی پبلیکیشنز۔

9: دھلوی، شاہ ولی اللہ، العقیدۃ الحسنۃ، گوجرانوالہ: نصرۃ العلوم۔

10: سلفی، مولانا محمد اسماعیل، تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی، مکتبہ محمدیہ، 2006ء۔

11: شیخ، محمد اکرام، رود کوثر، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2005۔

12: دھلوی، شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر، دھلی: مطبع علیمی۔

13: ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، قاھرۃ: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2011ء۔

14: آسی، پروفیسر محمد حسین شاہ ولی اللہ کے افکار و نظریات، نارووال: مکتبہ نقش لاثانی، 2004ء۔

15: علی، خرم، شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، کراچی: ایجوکیشنل پریس، 1967ء۔

16: ھراس، محمد خلیل، شرح العقیدہ الواسطیۃ، لاہور: اسلامک پبلیکیشنگ ھاؤس ء۔

17: الطحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد، العقیدہ الطحاویۃ، کراچی: مکتبہ البشریٰ، 2007ء۔

SCRR